# ابو المھند الشامی

## وہ بطلِ جلیل جس نے صحوات کو فولادی قدموں سے روند دیا

صلیبی امریکا نے عراق پر حملہ کیا تو اُس سے قتال کے لیے ہزاروں نوجوان اٹھے، خاص طور پر شام سے ایک بڑی تعداد عراق آئی۔ انہی میں سے ایک حسان عبد الجلیل عبود بھی ایک تھے، جو اپنے آبائی علاقے سرمین (ادلب) میں بہادری، جُرءات، عزتِ نفس اور غیرت کیلئے مشہور تھے۔ وہ عراق میں جہاد کرتے رہے اور مہاجرین سے گھل مل گئے۔ وہ مہاجرین سے محبت کرتے تھے اور مہاجرین اُن سے محبت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جن مہاجرین سے انکا ملنا مقدر کیا تھا ان میں شیخ ابو انس الشامی تقبلہ اللہ بھی تھے۔ وہ انکے ساتھ قتال میں شریک رہے، اور ابو غریب جیل کو توڑنے کے غزوہ کے دوران بھی وہ اُنکے کے ساتھ تھے۔ اس غزوہ میں اللہ تعالی کی طرف سے یہ مقدر ہوا کہ صلیبیوں کو مجاہدین کے ٹھکانے معلوم ہو گئے اور انہوں نے بمباری شروع کر دی جس میں بہت سارے بھائی شہید ہو گئے جن میں ابو انس الشامی بھی تھے۔ مگر یہ اللہ کی تقدیر تھی کہ حسان شہید ہونے سے بچ جائیں۔ کچھ عرصے بعد وہ شام لوٹ آئے۔

واپس پلٹنے کے بعد انہوں نے مجاہدین کی حمایت و نصرت جاری رکھی۔ مہاجرین کا استقبال کرنا، پناہ دینا اور انہیں عراق میں داخل ہونے کے لئے مدد دینا یہ انکے اہم کاموں میں سے تھا۔ انکی یہ خدمات جاری رہیں یہاں تک کہ بعض وجوہات کی بناء پر انکا رابطہ مجاہدین کے ساتھ منقطع ہو گیا۔

شام میں نصیریوں کیخلاف مظاہرے شروع ہوئے تو حسان عبد الجلیل اپنے عزیزوں اور دوستوں کیساتھ مل کر نصیریوں سے قتال کیلئے تیاری کرنے لگے تا کہ جتنا ممکن ہو اسلحہ جمع کیا جا سکے۔ نیز انہوں نے مائنیں بنانے کی تربیت بھی حاصل کی۔ شمالی شام میں نصیریوں کیخلاف ہتھیار اٹھانے والے اولین لوگوں میں حسان اور انکے ساتھی بھی تھے۔ شام میں جنگ زور پکڑتی گئی اور انکا دستہ بھی مختلف مرحلوں اور ناموں کی تبدیلی سے گذرتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے لواء داؤد کے نام سے کام کرنا شروع کر دیا۔ اس تمام وقت میں وہ حق اور اہل حق کو پانے کی جستجو میں رہے، کیونکہ عراق میں قیام کے دوران آپ حالات کی سختی کی وجہ سے اور بعد میں رابطہ منقطع ہونے کی بناء پر مجاہدین کے منہج کا مکمل علم نہ حاصل کر سکے تھے۔ اسی دوران اللہ تعالی کی قدرت سے کچھ مہاجر بھائی حسان سے ملے اور انہوں نے حسان عبد الجلیل کو صحیح عقیدے اور منہج صافی کی دعوت دینی شروع کی اور اس طرف توجہ دلائی۔ اسی دوران دولتِ اسلامیہ نے شام میں اپنے وجود اور پھیلاؤ کا اعلان کیا۔ اس امر نے حسان کے دولتِ اسلامیہ سے جڑنے اور نصیریوں کے خلاف دولتِ اسلامیہ سے اتحاد کرنے میں بڑا کردار ادا کیا۔

دولتِ اسلامیہ کے لشکر سے اتحاد کر کے کچھ معرکے لڑنے کے بعد جن میں الحمراء اسلحہ ڈپو کا معرکہ بھی تھا، شیخ حسان نے اپنے ساتھیوں سمیت امیر المؤمنین کی بیعت کا اعلان کر دیا۔ یوں وہ اپنے ساتھیوں سمیت ولایہ ادلب میں شامل ہوگئے۔ انکو ولایت کا عسکری ذمہ دار مقرر کیا گیا۔ اُنکی یہ شمولیت دولتِ اسلامیہ کیخلاف صحوات کی جنگ چھڑنے سے تقریباً تین ہفتے قبل ہوئی۔

اس وقت ولایت ادلب میں بھائیوں کی تعداد چند سو کے درمیان تھی جن میں بیشتر مہاجرین تھے، جو صحواتی ٹولوں کی کثیر تعداد کے درمیان پھنسے ہوئے تھے۔ صحوات ہر وقت اس تاک میں رہتے تھے کہ کیسے مہاجرین کا کام تمام کیا جائے۔ ایسے وقت میں لواء داؤد کے دستے کا اپنے سپاہیوں سمیت (جن کی تعداد سات سو تک تھی) دولتِ اسلامیہ میں شامل ہونا اور اس کے قائد کا امیر المؤمنین کی بیعت کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فتح عظیم تھی، جسکا احسان اللہ تعالیٰ نے مجاہدین پر کیا۔ شیخ حسان ولایت ادلب کی عسکری ذمہ داری ملنے کے فوراً بعد "خان شیخون" اور اسکے آس پاس پھیلی چوکیوں کیخلاف ایک بڑے معرکے کی منصوبہ بندی میں مصروف ہوگئے تاکہ اسے نصیریوں کی نجاست سے صاف کیا جا سکے۔ یہ بات طے کی گئی کہ اس معرکے میں ولایہ ادلب اور ولایہ حماہ کے مجاہدین حصہ لیں گے۔ مگر یہ معرکہ شروع نہیں ہو سکا کیونکہ پورے شمالی شام میں صحوات نے دولتِ اسلامیہ کیخلاف جنگ کا آغاز کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے دولتِ اسلامیہ کے مجاہدین دفاعی پوزیشن لینے پر مجبور ہوگئے اور منتشر بھائیوں کو جمع نا شروع کیا تاکہ صحواتی جنگجو انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ جیساکہ شمالی اور مغربی حلب میں ہوا۔ اس وقت سراقب اور سرمین ہی محفوظ پناہ گاہیں تھی جہاں پر شیخ حسان عبود اور ان کے بھائیوں نے مجاہدین کی حفاظت کی اور صحوات کی ہر سازش کو ناکام کیا جن میں صقور الشام نامی تنظیم پیش پیش تھی کہ کسی طرح مہاجرین کو نقصان پہنچایا جائے۔

شیخ حسان اپنے علاقے کو صحوات سے محفوظ بنانے کے لئے ہمہ تن مشغول ہوگئے جو انکی تاک میں بیٹھے تھے۔ یہاں تک کہ شیخ حسان صحوات کے بہت سے خفیہ گروہوں کو ناکام بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ نیز بعض کتائب (دستوں) کو امیر المؤمنین کی بیعت کی دعوت دینے میں بھی کامیاب ہوئے۔ شیخ حسان ولایہ ادلب کو صحوات کے پنجے سے آزاد کرانے کے حکم کے انتظار میں اپنے علاقے میں قیام پذیر رہے۔

خلافت کے اعلان کے بعد دولت اسلامیہ کے تمام مجاہدین کو حکم ملا (جو صحوات کے علاقوں میں تھے) کہ وہ دولتِ اسلامیہ کے علاقوں کی طرف ہجرت کریں تاکہ وہ دار الاسلام میں رہ کر شریعت کے مطابق زندگی گذاریں اور صحوات کی غداری سے بھی محفوظ رہیں۔ ان مجاہدین میں سر فہرست شیخ حسان عبود اور اُنکے مجاہد ساتھی تھے۔ شیخ کے پاس جیسے ہی ہجرت کا حکم پہنچا تو انہوں نے ہجرت کی تیاری شروع کر دی۔ راستے میں اللہ تعالیٰ نے فتح اور غنیمت سے اس طرح نوازا کہ نصیری فوج نے مہاجرین کے قافلہ پر حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ بچوں اور عورتوں کو قید کرنے

والے ہی تھے جنہیں مہاجرین ساتھ لے جارہے تھے لیکن اللہ نے خیریت کی اور بھائیوں کو مرتدین کے حملے کو پسپا کرنے کی توفیق دی اور پھر بھائیوں نے نصیریوں پر حملہ کر کے ایک کثیر تعداد کو قتل کیا اور اُن سے دو بکتر بند گاڑیاں غنیمت بنالیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انہوں نے اثریا اور سلمیہ کے راست کو بزور طاقت طے کیا جس پر نصیری قابض تھے۔ بالآخر وہ اسلحہ، سامان اور بکتر بند گاڑیوں سمیت دیگر مجاہد بھائی جو کہ ہجرت کے لئے تیار بیٹھے تھے تک پہنچ گئے اور پھر وہ دولتِ اسلامیہ کی سرزمین پر پہنچ کر اِسکی فوج میں شامل ہو گئے جو اس وقت کئی ولایات میں شدید معرکے لڑ رہی تھی۔

شیخ حسان اور انکے ساتھی ولایت رقہ میں نصیریوں کیخلاف معرکوں میں شریک رہے جس کے بعد امیر المؤمنین نے انہیں ولایہ حمص کا والی بنادیا۔ باوجود اسکے کہ ابو مھند محاذ پر رہنے کو ترجیح دیتے تھے مگر انہوں نے اِس حکم کی سمع وطاعت کرتے ہوئے اسے قبول کیا۔ ابو مھند (امیر المؤمنین نے اُنکے لیے یہ کنیت تجویز کی تھی) جہادی معرکوں میں شریک ہوتے رہے اور جہاد کے میدان میں آج بھی اُنکی حسن قیادت، بہترین اخلاق، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی فتوحات کی یادیں زندہ ہیں۔

ولایت حمص شام کے وسیع دیہی علاقوں پر مشتمل ہے اور اُس وقت وہاں پر نصیریوں کے ساتھ طویل محاذ بھی تھے۔ اس لئے شیخ ابو مھند نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ دولتِ اسلامیہ کے اصولِ تنظیم وترتیب کے تحت اپنے دستوں کو از سرنو ترتیب دیا اور لشکر کو منظم کیا اور اس امر کے لیے انہوں نے شدید مشقت اٹھائی۔

مصروفیات کے باوجود وہ نصیریوں سے غافل نہیں تھے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُنہوں نے نصیریوں کے خلاف کئی کامیاب معرکوں کی قیادت کی اور یہ معرکے انہوں نے تدمر اور سخنہ کی فتح کے بڑے معرکوں سے پہلے سرانجام دیے۔ تدمر اور سخنہ کے معرکے میں شیخ ابو مھند کو مزید ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ معرکے میں ولایت حمص کے لشکر کی قیادت کے علاوہ "ہیئت حرب" کے بھائیوں نے انہیں پورے معرکے کا قائد مقرر کیا جس میں حماہ اور دمشق کی ولایتوں کے علاوہ جیش الخلافہ کے دستے بھی شامل تھے۔

شیخ ابو مھند اور انکے لشکر کو اللہ تعالی نے جلد فتح سے نوازا اور انہوں نے اپنے مدمقابل نصیری فوج کو شکست دی اور یہ معرکہ سخنہ شہر، الھیل الغازی آئل فیلڈ، ارک کمپنی، تیل صاف کرنے کے کارخانے T3 کے ساتھ ساتھ ان جگھوں کے درمیان پھیلی ہوئی چیک پوسٹوں پر لڑا گیا۔ اسی طرح اللہ تعالی نے دیگر علاقوں میں بھی بھائیوں کو فتح سے ہمکنار کیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اُنکے ہاتھوں پر تدمر کا شہر فتح کرادیا اور مجاہدین کو اسکے قریب موجود گوداموں سے بڑی مقدار میں اسلحہ غنیمت حاصل ہوا۔

تدمر کی فتح کے بعد انہیں ھیئۃ الحرب (جنگی کونسل) میں حمص، حماہ اور دمشق کی ولایت کا جنگی ذمہ دار بنایا گیا۔ تاکہ وہ ان ولایات میں معرکوں کی قیادت کریں جن میں سب سے اہم قریتین اور مہین کے شہروں کو فتح کرنا تھا۔ اس کے علاوہ بئر القصب اور مشرقی قلمون میں صحوات کے خلاف اور اثریا اور سلمیہ کو ملانے والے راستے پر ہونے والے معرکوں اور اسکے بعد نصیری نظام کی حلب شہر کو جانے والی سپلائی لائن کاٹنے والے معرکے کی قیادت کرنے پر مامور کیا گیا۔ سپلائی لائن کاٹنے والے معرکے میں اللہ تعالی نے فتح کو مجاہدین کے مقدر میں کیا۔ انہون نے وہاں پر نصیری نظام کی واحد سپلائی لائن کو کاٹ دیا۔ مجاہدین کے اچانک حملے سے نصیری حواس باختہ ہوگئے۔ اس معرکے میں ان کے اسپیشل فورسز کے سینکڑوں فوجی مردار ہوئے۔ اس معرکے میں اللہ تعالی کے حکم سے شیخ ابو مھند الشامی نصیری علاقوں میں اندر تک گھسنے کے دوران شدید زخمی ہوئے اور انکو گہرے زخم آئے۔

شیخ ابو مھند الشامی کی شخصیت کو جس چیز نے سب سے زیادہ نکھارا وہ ان کا حق کو تلاش کرنا، اِس میں جدوجہد کرنا، حق سے چمٹے رہنا اور پوری طاقت کے ساتھ حق کے راستے میں جہاد کرنا تھا۔ چاہے اس میں کتنی ہی مشقت اٹھانی پڑے یا پھر کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو۔

یہی وجہ تھی کہ جب سے انہوں نے نصیریوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تھا، وہ ایسی جماعت کی تلاش میں تھے جو شریعت اسلامیہ کو قائم کرنا چاہتی ہو تاکہ اس کے ساتھ جڑ جائیں اور اس کے جھنڈے کے نیچے قتال کریں۔ اسی جدوجہد نے ان کو امیر المؤمنین کی بیعت اور دولتِ اسلامیہ تک پہنچا دیا جبکہ اُن کے سامنے مختلف مجموعات اور اُنکے جھوٹے داعیوں کی حقیقت بھی عیاں ہو چکی تھی جو اسلام کا نام لیتے ہیں اور شرکیہ جمہوریت کو نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی بات نے ان کو حق جاننے کے بعد دولتِ اسلامیہ سے جوڑے رکھا حالانکہ انہیں لوگ مختلف قسم کے لالچ دے رہے تھے اور دیگر ذرائع سے دولتِ اسلامیہ کے خلاف اکسا رہے تھے مگر انہوں نے کسی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنا سارا اسلحہ اور سازوسامان دولتِ اسلامیہ کی خدمت میں لگا دیا۔ دشمنوں کی کثرت اور انکے تاک میں بیٹھے ہونے نے اُنکو خوفزدہ نہیں کیا اور وہ ایسے حالات امیر المؤمنین کی بیعت پر قائم رہے اور اپنے ساتھ بھائیوں کو بھی ثابت قدم رکھا۔

شیخ اپنے جہاد کی ابتدا ہی سے دین کی دعوت دینے والوں اور شرعی علم رکھنے والوں کے ساتھ مجالست کو پسند کرتے تھے خاص طور پر مہاجرین کی بات وہ غور سے سنتے تھے اور اُن سے حق جاننے کے لیے فتوی پوچھتے تھے یہاں تک کہ ہر وقت اہل علم اُن کے ساتھ رہتے تھے تاکہ وہ ہمیشہ اُنہیں نصیحت کرتے رہیں اور اِن میں سب سے نمایاں شخصیت ابو مصعب الاردنی تھے اللہ ان کو قبول فرمائے۔

وہ شرعی دروس میں حاضری کے شدید خواہشمند رہتے تھے، خاص طور پر توحید کے دروس میں۔ انہوں نے اپنے مامورین پر لازم کر دیا تھا کہ وہ دروس میں حاضر ہوں۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ ہجرت سے پہلے صحوات کے درمیان پھنسنے کے دوران ضایع شدہ وقت کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

وہ سب سے زیادہ حق کی اتباع کرنے والے تھے۔ وہ کسی مسئلے میں شرعی حکم کو معلوم کرتے اور ان پر حق واضح ہو جاتا تو اس میں بحث مباحثہ ختم کر دیتے اور شرعی تقاضے کے مطابق اس پر عمل شروع کر دیتے تھے۔

وہ ظلم سے بہت گھبراتے تھے۔ اس وجہ سے اگر خود پر بھی کوئی بات آجاتی تو انصاف دلانے میں دیر نہ کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بنفس نفیس ہر کچھ عرصے بعد قیدیوں سے ملنے جاتے اور اُن کے مسئلے کو دریافت کرتے کہ ایسا نہ ہو کہ قاضی کے سامنے پیش ہونے میں کسی تاخیر کی وجہ سے کسی بے گناہ کی قید لمبی ہو جائے۔

وہ راستوں میں عام مسلمانوں کو ٹھہرا کر پوچھتے تھے اور اُن راہگیروں کو پتہ نہیں ہوتا تھا کہ یہ کون ہے!۔ وہ اُن سے پوچھتے تھے کہ دولتِ اسلامیہ کے مجاہدین کا تمہارے ساتھ کیسا سلوک ہے؟ اور دولتِ اسلامیہ کے مختلف محکموں کا تمہارے ساتھ کیسا معاملہ ہے؟ یہ سب کچھ صرف اس لیے کرتے تھے کہ کہیں میرے مامورین میں سے کوئی اُن لوگوں پر ظلم نہ کرے جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے ذمہ دار بنایا ہے۔

جہاں تک حق کے راستے میں جہاد پر استقامت کا تعلق ہے تو یہ وہ شخص تھا جسے امتحان جھکا نہیں سکے۔ اور نہ ہی زخم اُسے راستے سے پھیر سکے۔ چنانچہ ابتدائے سفر میں ہی اللہ کے حکم سے دیسی ساخت کا ایک میزائل اُڑنے سے پہلے اُن کے قریب پھٹ گیا۔ جس وجہ سے اُن کے دونوں پاؤں کٹ گئے۔ اُنہوں نے لوہے کے پاؤں لگوا لیے، جب چلتے تو پہن لیتے اور جب آرام کرتے تو اتار لیتے۔ ان فولادی قدموں کے ساتھ اُنہوں نے دسیوں معرکے لڑے اور اِس کے بعد اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ایک سے زیادہ مرتبہ زخمی ہوئے۔ ایک مرتبہ اُس وقت زخمی ہوئے جب فتح تدمر کے معرکے میں نصیری طیارے نے اُن کی گاڑی کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں ان کے دونوں فولادی پاؤں ٹوٹ گئے لیکن اللہ نے انہیں قتل ہونے سے بچا لیا۔ اسی طرح الدوہ کے معرکوں میں ایک دفعہ نصیری ٹینک نے اُن کو نشانہ بنایا۔ انہیں گولے کے ٹکڑے لگے اور وہ زخمی ہو گئے جبکہ ابو مصعب الاردنی شہید ہو گئے (اللہ تعالیٰ انکو قبول فرمائے) جو ان کے پاس ہی موجود تھے۔ اُن کے زخمی ہونے کی تکلیف جو چیز بڑھا دیتی تھی وہ یہ تھی کہ وہ شوگر کے مریض تھے جس کی وجہ ان کے زخم آسانی سے نہیں بھرتے تھے۔

جہاں تک دولتِ اسلامیہ سے انکے تعلق کی بات ہے تو جو بھی انہیں جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ جب سے انہوں نے امیر المؤمنین کے ہاتھ پر بیعت کی وہ ہر اس کام کے خواہاں تھے جو دولتِ اسلامیہ کے لیے فائدہ مند ہو۔ اسی وجہ سے جب انکو ہجرت کا حکم ملا تو اُسی وقت انہوں نے سامان تیار کرنا شروع کر دیا۔ اپنے دستے کے اسلحے کو جمع کیا اور بھائیوں کو ساتھ لے کر دارالاسلام کی طرف چل پڑے۔ پہنچتے ہی آپ نے اپنے دستے کا سارا مال اور سامان دولتِ اسلامیہ کے حوالے کر دیا۔ ان میں وہ لاکھوں ڈالر بھی تھے جو انہوں نے گذشتہ معرکوں میں غنیمت کے طور پر حاصل کیے تھے۔ اس کے علاوہ بارہ ٹینک، ایک بکتر بند، اور بہت سارا اسلحہ اور گاڑیاں بھی شامل تھیں۔ آپ نے اسکے بعد لواء داؤد کے نام کو بالکل ختم کر دیا۔ جو بھی اس پرانے نام کو استعمال کرتا یا امیر المؤمنین سے بیعت شدہ شخص کی لواء داؤد کی طرف نسبت کرتا تو اسے سزا دیتے تھے۔ یہ اس لیے کرتے تھے تاکہ مجاہدین کے دل میں دولتِ اسلامیہ کی نسبت اور امیر المؤمنین کی اطاعت بیٹھ جائے۔

وہ بہترین جنگی تدابیر کے حامل تھے۔ اپنے معرکوں کی اچھے طریقے سے منصوبہ بندی کرتے تھے۔ اس بات کی گواہی وہ سارے معرکے ہیں جو انہوں نے دولتِ اسلامیہ سے بیعت کرنے سے پہلے لڑے اور اللہ نے انہیں فتح یاب کیا۔ ان میں حمیشو چیک پوسٹ، باب الھوی چیک پوسٹ، کالج اینڈ منسٹری ایڈوائزرز، تفتنز ایئرپورٹ، الشیبہ چھاؤنی، ایئر ڈیفنس کالج، نیو چیک پوسٹ، سادکوب، ادلب اور اریحا کے درمیان کی چیک پوسٹس اور دیگر معرکے شامل ہیں۔

امیر المؤمنین سے بیعت کرنے کے بعد عسکری لحاظ سے آپ نے بڑے معرکوں کی قیادت کی۔ جن میں سب سے اہم تدمر کی فتح کا معرکہ تھا جو کہ فوجوں کی تعداد اور لڑائی کے محاذ کی وسعت کی وجہ سے خلافت کے لشکر کے بڑے معرکوں میں سے ایک تھا۔ اسی طرح خناصر کا معرکہ ہے جس میں انہوں نے اپنی بہترین قائدانہ صلاحیتوں کا اظہار کیا جبکہ انکو غزوہ کی تیاری کے لیے محض پانچ دن کا وقت دیا گیا لیکن اِس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں اس معرکے کے لیے مجاہدین، اسلحہ، اور دیگر ضروری سامان کامیابی سے پورا کرنے کی توفیق بخشی اور اِس معرکے میں اللہ کے فضل سے مجاہدین کو فتحِ مبین حاصل ہوئی۔

جنگی محاذوں اور سپاہیوں پر بہت زیادہ توجہ دینے کے باوجود شیخ (اللہ انکو قبول فرمائے) ان لوگوں میں سے نہیں تھے کہ ولایت کے باقی محکموں اور معاملات سے غفلت برتتے۔ بلکہ وہ مختلف شعبہ جات کے امیروں سے زیادہ سے زیادہ ملاقات کیا کرتے تھے اور انہیں مزید محنت و جدوجہد کرنے پر ابھارتے تھے اور اُنکی محکمہ جاتی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہاں تک اُن میں سے ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ ابو مھند میرے شعبے کے علاوہ کسی کو اہمیت نہیں دیتا۔ ان کی عادت تھی کہ وہ جب بھائیوں سے کسی اہم کام کے بارے میں مشورہ کرنا چاہتے تو دور دراز علاقوں میں

نکل جاتے تاکہ دیگر مصروفیات سے ہٹ کر دل جمعی سے مشورہ کر سکیں۔ انکے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ بھائیوں سے مل کر یا اکیلے اکیلے مشورہ کیا کرتے تھے۔ جب کسی ایک کی رائے بہتر معلوم ہوتی تو باقی بھائیوں پر اس وضاحت کے ساتھ پیش کرتے کہ یہ فلاں بھائی کی رائے ہے۔ تاکہ ایسی کسی چیز کی نسبت اپنی طرف نہ ہو جائے جو انکی نہ ہو اور اس لیے بھی کہ رائے دینے والے بھائی کی عزت افزائی ہو اور اُس کی خود اعتمادی بڑھ جائے۔

ان خصلتوں کے ساتھ ساتھ شیخ رحمہ اللہ، اللہ کے عابد بندے تھے۔ راتوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا انکو محبوب تھا۔ چنانچہ رات کے تیسرے پہر میں اپنے اہل کو جگاتے اور انکو نماز پڑھاتے تھے۔ انہیں صبح صویرے کام کرنا پسند تھا۔ پس اپنے سارے کام فجر کی نماز کے بعد شروع کر دیتے اور بہت سی ملاقاتیں اور مشورے اس وقت میں کرتے تھے۔ اپنے بھائیوں کو صبح سویرے اٹھنے پر ابھارتے تھے۔ برکت کے لیے صبح سویرے کام کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اُنکی مشہور باتوں میں سے ایک یہ تھی کہ جب معرکے زوروں پر ہوتے تو بھائیوں سے ایک جانب ہو کر اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیتے اپنا منہ زمین پر ملنا شروع کر دیتے، اللہ تعالیٰ سے فتح اور مدد مسلسل مانگتے رہتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُن کو دشمن پر مدد و فتح عطا فرماتے۔

جہاں تک انکی بہادری کی بات ہے تو بغیر حرج کے دل کھول کر بیان کرو۔ ان کے ساتھ رہنے والے بھائی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ دولتِ اسلامیہ کے بہادر ترین امراء میں سے تھے۔ وہ ایسے قائد تھے کہ معرکے کی قیادت میدانِ جنگ میں بیٹھ کر کرتے تھے بلکہ دشمن کے بالکل سامنے کے مورچوں سے قیادت کرتے تھے نہ کہ لشکر کے پچھلے حصے یا پیچ میں بیٹھ کر۔ جنھوں نے تدمر کے معرکے میں انکے ساتھ شرکت کی وہ گواہی دیتے ہیں کہ جب جنگ شدید ہو جاتی تو وہ اگلے خط پر چلے جاتے اور وہاں مجاہدین کے ساتھ رہتے۔ انہیں ثابت قدم رہنے کی تاکید کرتے اور انکے ساتھ پیش قدمی بھی کرتے۔ نصیری فوج کے ساتھ لڑائی میں اُنکا بنیادی اصول تھا کہ "حملہ کرنا دفاع کا بہترین طریقہ ہے" چنانچہ وہ دشمن کو سانس لینے کی فرصت نہیں دیتے تھے کہ وہ پھر حملہ آور ہو بلکہ مسلسل حملے جاری رکھتے اور نت نئے طریقوں سے حملہ کرتے تاکہ دشمن ہمیشہ ہنگامی حالت میں رہے۔

وہ ہمیشہ اس بات کے خواہش مند رہتے تھے کہ دشمن کے ٹھکانوں پر خود نظر رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو سکے آگے جا کر دشمن کی معلومات حاصل کریں۔ یہاں تک کہ خناصر کے آخری معرکے میں آپ نے اُس جگہ کا خود معائنہ کرنے کا اصرار کیا جہاں بھائیوں نے حملہ کرنا تھا۔ پس

خناصر کی سڑک پر آپ دشمن کے ٹھکانوں کے پاس جا پہنچے باوجود اسکے کہ آپکو یہ معلوم تھا کہ وہاں زمین میں بارودی سرنگیں چھپائی گئی تھیں۔ اچانک ایک مائن پھٹ گئی اور انہیں شدید زخمی کر دیا۔

آپکو زخمی حالت میں کچھ عرصہ گزر گیا مگر اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ ابو مھند کی روح جسم سے جدا ہونے والی ہے اسکے بعد کہ وہ شہادتین کے الفاظ ادا کر لیں۔ آخری وقتوں میں جب انہوں نے اپنی والدہ کو بہت پریشان اور غمگین دیکھا اور دعا میں شفاء کے لیے آہ وزاری کرتے دیکھا تو شیخ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے (اللہ کے حکم سے جنت میں ملاقات ہو گی)۔

یہ وہ بندہ تھا جس نے دنیا کو اس وقت پیٹھ پیچھے پھینک دیا جب وہ اسکے قدموں میں گرنے آئی تھی۔ اُس نے دنیا کو اور اُسکی لذتوں کو فولادی قدموں سے کچل ڈالا اور اُس چیز کی امید پر زندگی گذاری جو اللہ کے پاس ہے پس انہوں نے وہ حاصل کر ہی لیا جس کی تمنا کرتے تھے۔ ہم اُن کے بارے میں یہی گمان کرتے ہیں